نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

از تنزیل الرحمان صدیقی۔ کتاب: اسلام اور عصر حاضر

'تحقیق و تدقیق' کے اس عہدِ زریں میں جن مسائل کی طرف اَز سَرِ نو 'زحمت تحقیق' گوارا کی گئی ہے، ان میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کا معاملہ بھی ہے۔ اہل سنت والجماعت میں یہ مسئلہ تقریباً اجماعی رہا ہے، گوارباب علم کی ایک مختصر سی جماعت اس کی منکر بھی رہی ہے۔

زیرِ نظر تحریر میں اس موضوع سے متعلق صحائف دینی و مذہبی کی روشنی میں غیر جانبدارانہ روش اختیار کرتے ہوئے مختصراً معروضات پیش خدمت ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عقائد اربعہ:

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ان کی ذات سے متعلق چار عام بنیادی عقائد تھے، وہ عقائدِ اربعہ درج ذیل ہیں:

☆ بغیر والد کے ولادت

☆ مصلوب ہونا یا ہو کر زندہ ہو جانا

☆ الوہیت مسیح

☆ رفع الی السماء اور نزول ساعتِ موعودہ

یوحنا کی انجیل میں ہے:

''لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔'' (۲۶:۱۵)

''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا۔'' (۱۶:۱۲-۱۴)

برناباس کی انجیل میں ہے:

''اسی کے ذریعے ہمارے خدا کی معرفت اور تمجید ہوگی، اور میرا سچا ہونا معلوم ہوگا، اور وہ ان سے انتقام لے گا جو مجھے بشر سے کچھ بڑھ کر بتائیں گے۔'' (باب ۷۲)

اناجیل کے ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جو عظیم المرتبت ہستی مقام نبوت پر فائز ہوگی وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے متعلق شکوک وشبہات اور ظن وتخمین کی جگہ دنیا کو علم حق ویقین صریح سے آشنا کرے گی۔ چنانچہ جب اس ہادی عالم (ﷺ) کا ظہورِ مبارک ہوا، تو ان کی تعلیمات میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عقائدِ اربعہ پر قول فیصل بھی ظاہر ہوا۔ قرآن عظیم نے ولادت عیسوی سے متعلق یہودیوں کے الزامات واتہامات کا دوٹوک انکار کیا بلکہ سیدہ مریم علیہا السلام کی پاکی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی غیر معمولی ولادت کا ذکر خاص انہی الفاظ و پیرایے میں کیا جو انجیل میں مرقوم ہے:

﴿ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا. قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴾ [سورة مريم : ۲۰-۲۱]

''مریم نے فرشتہ سے کہا: یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی؟۔ اور فرشتہ نے جواب میں اس سے کہا کہ: روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔'' (لوقا ۱:۳۴)

قرآن کریم نے سیدنا مسیح علیہ السلام سے متعلق اس خیال فاسد کی بھی واضح الفاظ میں تردید کردی کہ انہیں مصلوب کیا گیا:

﴿ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ﴾ [النسآء:۱۵۷]

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی بھی صاف لفظوں میں تردید کردی گئی:

﴿ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهاً فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴾[آل عمران:۴۵]

﴿ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ. خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾[آل عمران:۵۹]

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلاً لِّبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴾ [الزخرف:۵۹]

نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی نظر میں:

لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلقہ عقائد اربعہ کے آخری اور سب سے اہم عقیدے سے متعلق قرآن کیا کہتا ہے؟

﴿ اِذْ قَالَ اللهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴾ [سورۃ آل عمران:۵۵]

﴿ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْناً. بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً ﴾ [سورۃ النسآء:۱۵۷-۱۵۸]

﴿ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً ﴾ [سورۃ النسآء:۱۵۹]

﴿ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾[سورۃ الزخرف:۶۱]

اول الذکر آیت میں 'انی متوفیک' فرمایا گیا، لفظ توفی 'وفا' سے مشتق ہے، جس کے معنی پورا پورا لینے کے ہیں، انہی معنوں میں وفات کا لفظ موت کے لیے بھی اصطلاحاً مستعمل ہے کیونکہ موت انسان کے تمام تر علائق کا دنیا سے خاتمہ کردیتی ہے۔ لیکن قرآن کریم میں 'توفی' کا لفظ کہیں بھی موت کے لیے استعمال نہیں ہوا، چنانچہ فرمایا گیا﴿ حتیٰ یتوفھنّ الموت ﴾ یہاں موت اور توفی ایک ساتھ استعمال ہوئے ہیں، کیونکہ یہ دونوں لغوی اعتبار سے ہم معنی یا مترادف نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لفظ التوفی فی لغت العرب معناہ الاستیفاء و القبض و ذلک ثلاثۃ انواع احدھا توفی النوم، و الثانی توفی الموت و الثالث توفی الروح و البدن جمیعاً." [الجواب الصحیح :۲/۲۸۳، بحوالہ حیات عیسیٰ علیہ السلام:۷۷ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور]

''لغت عرب میں توفی کے معنی استیفاء پورا پورا لینے کے ہیں اور توفی کی تین قسمیں ہیں ایک توفی نوم یعنی نیند اور خواب کی توفی اور دوسری توفی موت کے وقت روح کو پورا پورا قبض کرلینا، تیسری توفی الروح والجسد یعنی روح اور جسم کو پورا پورا لے لینا۔''

اس کے بعد فرمایا'رافعک الی' اس میں جو 'رفع' ہے، وہ آیت کی تفسیر میں نہایت اہمیت کا حامل ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر رفع بمعنی بلندئ درجات بھی آیا ہے۔ لیکن زیر بحث آیت میں 'رفع' کے ساتھ 'الی' بھی شامل ہے، جس کا غالب قرینہ یہی ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا، اس کی تائید 'تفسیر القرآن بالقرآن' کے اصول کے تحت قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے بھی ہوتی ہے۔

ثانی الذکر آیت میں پہلے یہود و نصاریٰ کے 'اتباع الظن' کی تردید کی گئی ہے اور یہ تردید 'بل' کہہ کر کی گئی ہے، ﴿ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا .بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ﴾ کا ترجمہ اگر یہ کیا جائے کہ: ''اور انہیں ہرگز قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے اپنی طرف ان کا درجہ بلند کیا ہے۔'' تو 'بل' کا فائدہ ختم ہو جائے گا اور معنوں میں ایک بے ربطی پیدا ہوگی، آخر قرآن واضح لفظوں میں کیوں نہیں کہتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ قرآن نورِ مبین ہے، محکم اور قول فیصل ہے۔ پھر آخر یہ ابہام کیوں؟

اس کے برعکس ﴿ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا .بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ﴾ کا ترجمہ: ''اور انہیں ہرگز قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔'' عین مناسب اور دیگر صحائف مذہبی کے مطابق ہے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

> ''یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ بل رفعه الله اليه کی ضمیر اس طرف راجع ہے کہ جس طرف قتلوه اور صلبوه کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ قتلوه اور صلبوه کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسدِ مطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں۔ اس لیے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔ روح کا قتل اور صلیب قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا بل رفعه کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی جس جسم کی طرف قتلوه اور صلبوه کی ضمیریں راجع ہیں۔'' [حیات عیسیٰ علیہ السلام: ۳۵]

منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام کو چاہئے کہ وہ 'بل رفعه الله اليه' کی صحیح تشریح فرمائیں وگرنہ اتباع حق کی پیروی اختیار کریں۔

ثالث الذکر آیت میں فرمایا گیا: ''اور جو فرقہ ہے کتاب والوں میں سو اُس پر یقین لاویں گے اُس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا اُن کا بتانے والا۔'' (ترجمہ از شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ)

آخر الذکر آیت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کو علامات قیامت میں سے فرمایا گیا ہے، بعض اربابِ علم کے نزدیک اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن دنیا میں قدرت الٰہیہ سے معجزات کا صدور کچھ کم نہیں ہوا، معجزات کا صدور جب بھی ہوا ہے تو اس کی غرض و غایت اس کے سوا اور کیا تھی کہ مادہ پرست انسانوں کو ان کی عاجزی سے آگاہ کر دیا جائے اور جتلا دیا جائے کہ ایک ایسی ہستی ہے جو کارخانۂ ہستی کو چلا رہی ہے۔ طوفان نوح (علیہ السلام) کیا ایک معجزۂ عظیم نہ تھا؟ آتش نمرود میں سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ سلامت رہنا کیا ایک امر مستبعد نہ تھا؟ قوم لوط (علیہ السلام) پر غیر معمولی عذاب الٰہی کیا ایک غیر معمولی واقعہ نہ تھا؟ کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا باذن الٰہی دریائے نیل کے شوریدہ پانیوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنا، اس کے درمیان سے اپنی قوم کو صحیح سلامت گزار لینا اور فرعون و آل فرعون کا اس دریا میں غرق ہو جانا، انسانی عقل کے لیے اس کے عجز کا اظہار نہ تھا؟ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ 'الساعۃ' کے معنی میں صرف سیدنا مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کو علامت قیامت قرار دیا جائے؟ آخر کیوں سیدنا مسیح علیہ السلام کی مکمل ذات اور بالخصوص ان کے نزول کو مراد نہ لیا جائے؟ کیا اللہ غالب عزیز و حکیم نہیں ہے؟ أفلا يتدبرون.

نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث صحیحہ کی نظر میں:

قرآن کریم کے بعد احادیث صحیحہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ بکثرت احادیث میں 'امارات الساعة' کے بیان میں نزول مسیح ابن مریم علیہما السلام کی روایات موجود ہیں۔ عام طور پر منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ دجل و تلبیس دیتے ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے بابت احادیث کتب حدیث کے تیسرے درجے کی کتابوں میں مرقوم ہیں اور سب کی سب پائے ثقاہت سے گری ہوئی ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق احادیث تقریباً تمام معتبر کتب احادیث میں بکثرت مرقوم ہیں۔ 'صحیح بخاری' میں نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق چار احادیث ہیں:

۱. باب قتل الخنزير من كتاب البيوع

۲. باب كسر الصليب من كتاب المظالم

۳. باب نزول عيسىٰ بن مريم عليهما السلام من كتاب أحاديث الأنبياء میں دو حدیثیں ہیں۔

منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام کے ایک اہم پیشوا علامہ تمنا عمادی مجیبی پھلواروی ہیں، موصوف نے احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق جو تنقید کی ہے اس میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> ''کتاب بداء الخلق باب نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملاحظہ فرمائیے اور اس پر ایک نظر رہے کہ کتاب تو آغاز تخلیق سے متعلق مضامین کی ہے مگر اس

میں ایک باب ایسا ہے جو خاتمہ تخلیق دنیا یعنی علامات قیامت سے متعلق کہا جاتا ہے۔'' [انتظار مہدی و مسیح:۱۶۷، مطبوعہ الرحمان پبلشنگ ٹرسٹ کراچی]

موصوف سے یہ غلطی درحقیقت 'رواروی' کا نتیجہ ہے، اور پھر جب دل میں احادیث بخاری پر تنقید کی حسرت بھی ہو تو یہ سنہری موقع کیسے ضائع کیا جا سکتا تھا، امر واقعہ یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی 'الجامع الصحیح' میں کتاب بداء الخلق کے بعد کتاب الاحادیث الانبیاء کا عنوان قائم کیا ہے اور باب نزول عیسیٰ علیہ السلام مؤخر الذکر کتاب میں ہے، یہاں علامہ موصوف نے غور وفکر سے کام نہیں لیا...............

صحیح بخاری بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں منظرِ شہود پر ہے، شائقین اس کی طرف مراجعت فرما سکتے ہیں۔

صحیح مسلم میں کتاب الایمان اور کتاب الفتن واشراط الساعۃ میں متعدد احادیث نزول مسیح علیہ السلام موجود ہیں۔

سنن أبی داؤد میں کتاب الملاحم کے مختلف ابواب میں احادیث نزول مسیح ابن مریم موجود ہیں۔

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے کتاب الفتن میں بھی یہ احادیث موجود ہیں۔

امام محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے اپنی کتاب 'التوضیح فی تواتر ماجاء فی الاحادیث فی المھدی والدجال والمسیح' میں نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ۱۲۹ احادیث بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں:

''ان الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متواترۃ و الاحادیث الواردۃ فی الدجال متواترۃ و الاحادیث الواردۃ فی نزول عیسیٰ علیہ السلام متواترۃ.'' [التوضیح فی تواتر ماجاء فی الاحادیث فی المھدی والدجال والمسیح، بحوالہ عون المعبود شرح سنن أبی داود:۴/۲۰۵]

امام ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) فرماتے ہیں:

''فلا یخفیٰ علیٰ کل منصف ان نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام الی الارض حکماً مقسطاً بذاتہ الشریفۃ ثابت بالأحادیث الصحیحۃ و السنۃ المطھرۃ و اتفاق اھل السنۃ و انہ الأن حی فی السماء لم یمت بیقین و اما ثبوتہ من الکتاب فقال اللہ عز و جل رداً علی الیھود المغضوب علیھم الزاعمین انھم قتلوا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ﴿و ما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ﴾ ففی ھذہ الأیۃ الکریمۃ اخبرنا اللہ تعالیٰ ان الذی اراد الیھود قتلہ و اخذہ و ھو عیسیٰ بجسمہ العنصری لا غیر رفعہ اللہ الیہ و لم یظفر و امنہ بشیءٍ کما وعدہ اللہ تعالیٰ قبل رفعہ بقولہ ﴿و ما یضرونک من شیءٍ﴾ و برفع جسدہ حیا فسرہ ابن عباس کما ثبت عنہ باسناد صحیح. فثبت بھذا ان عیسیٰ علیہ السلام رفع حیّا و یدل علی ما ذکرناہ الأحادیث الصحیحۃ المتواترۃ المذکورۃ المصرحۃ بنزولہ بذاتہ الشریفۃ التی لا تحتمل التاویل. و قال اللہ تعالیٰ ﴿و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ﴾ ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام کما قال ابو ھریرۃ و عبداللہ بن عباس وغیرھما من الصحابۃ و السلف الصالحین و ھو الظاھر کما فی تفسیر ابن کثیر فثبت ان عیسیٰ لم یمت بل یموت فی اٰخرالزمان و یومن بہ کل اھل الکتاب و قد ذکر اللہ تعالیٰ فی کتابہ ان نزولہ الی الارض من علامات الساعۃ قال اللہ تعالیٰ ﴿و انہ لَعِلْم للساعۃ﴾ و قال الامام ابن کثیر فی تفسیرہ:

''ان الضمیر عائد الی عیسیٰ علیہ السلام فان السیاق فی ذکرہ و ان المراد نزولہ قبل یوم القیٰمۃ کما قال تعالیٰ ﴿و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ﴾ ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام و یؤید ھذا المعنی القرأۃ ﴿و انہ لَعَلَم للساعۃ﴾ یعنی بفتح العین و اللام ای امارۃ و دلیل علیٰ وقوع الساعۃ و قال مجاھد ﴿و انہ لعلم للساعۃ﴾ ای اٰیۃ للساعۃ خروج عیسیٰ بن مریم قبل یوم القیٰمۃ و ھکذا روی عن أبی ھریرۃ و ابن عباس و أبی العالیۃ و أبی مالک و عکرمۃ و الحسن و قتادۃ و الضحاک وغیرھم و قد تواترت الاخبار عن رسول اللہ ﷺ انہ اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیٰمۃ اماما عادلا حکما مقسطا.''انتھی

فھذہ الأیات الکریمۃ و النصوص الصریحۃ الثابتۃ عن رسول اللہ ﷺ تدل دلالۃ واضحۃ علیٰ نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام من السماء الی الارض عند قرب الساعۃ''.[عون المعبود شرح سنن أبی داود:۴/۲۰۵]

’’کسی منصف پر مخفی نہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ذات شریفہ کا بحیثیت حاکم مقسط نزول الی الارض احادیث صحیحہ اور سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔اور اسی پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔اور بے شک وہ اس وقت آسمان پر زندہ ہیں یقیناً انہیں موت نہیں آئی۔اور جیسا کہ اس کے ثبوت میں اللہ عزوجل نے قرآن میں یہود (جن پر اللہ کا غضب ہوا) کے گمان کی کہ انہوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کیا ہے، کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ و ما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ ﴾ [ترجمہ: اور یقیناً انہیں قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا] پس اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ بے شک جو ارادہ یہودیوں نے ان کے قتل کرنے کا اور انہیں پکڑنے کا کیا انہی عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اللہ نے کسی دوسرے کے جسم عنصری کو اپنی طرف نہیں اٹھایا۔اور یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام کو ذرا تکلیف بھی نہ پہنچا سکے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رفع سے قبل ان سے وعدہ فرمایا تھا: ﴿ و ما یضرونک من شیءٍ ﴾ [ترجمہ: اور وہ آپ کو ذرا سے بھی تکلیف نہیں پہنچا سکتے] اور ان کے جسم کو زندہ اٹھالیا یہی تفسیر ابن عباس نے کی ہے جیسا کہ ان سے باسناد صحیح ثابت ہے۔پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھالیا گیا اور اسی پر ہماری ذکر کردہ احادیث صحیحہ متواترہ مذکورہ مصرحہ دلیل ہیں کہ ان کی ذات شریفہ کا نزول ہوگا جس میں کسی تاویل کا احتمال نہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ﴾ [ترجمہ: اور یہ کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا جو ان کی موت سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے]۔اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل کہا گیا ہے جیسا کہ ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عباس اور ان دونوں کے علاوہ دیگر صحابہ اور سلف صالحین نے کہا ہے۔اور ابن کثیر کی تفسیر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت نہیں ہوئی ہے اور ان کی موت آخری زمانے میں ہوگی اور ان پر تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کے نزول الی الارض کو علامات قیامت میں شمار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ و انہ لعلم للساعۃ ﴾. امام ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’بے شک اس میں ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔اس سیاق میں ان کے ذکر سے مراد یہ ہے کہ ان کا نزول قیامت کے دن سے قبل ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ و انہ لعلم للساعۃ ﴾ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل مراد ہے۔اور انہی معنوں کی تائید میں یہ قرأت ہے: ﴿ و انہ لَعَلَم للساعۃ ﴾ یعنی عین اور لام پر زبر کے ساتھ، جس کا مطلب قیامت ہے اور وہ وقوع قیامت کی دلیل ہیں۔مجاہد کہتے ہیں: ﴿ و انہ لعلم للساعۃ ﴾ اس آیت میں للساعۃ سے یوم قیامت سے قبل خروج عیسیٰ بن مریم مراد ہے۔اور ایسا ہی روایت کیا گیا ہے ابو ہریرہ، ابن عباس، ابوالعالیہ، ابو مالک، عکرمہ، حسن، قتادہ، ضحاک وغیر ہم سے۔اور بلاشبہ تواتر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ یہ خبر منقول ہے کہ انہوں نے خبر دی کہ یوم قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیت امام، عادل، حاکم، مقسط ہوگا۔‘‘ انتہی

پس ان آیات کریمہ اور رسول اللہ ﷺ سے منقول نصوص صریحہ ثابتہ اس امر پر واضح دلیل ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول آسمان سے زمین کی طرف قیامت کے قریب ہوگا۔‘‘

سنن ترمذی کی ایک اہم اسرائیلی روایت :

احادیث صحیحہ کی روشنی میں قرآن پاک کی تفسیر نہایت سہل ہوگئی ہے، اس کی تائید میں محرف زدہ اناجیل بھی ہے اور گمشدہ توریت بھی۔امام ترمذی نے اپنی ’الجامع‘ کے کتاب المناقب میں ایک موقوف اثر روایت کیا ہے۔وھوھذا:

”حدثنا زید بن اخزم الطائی البصری حدثنا ابو قتیبۃ حدثنی ابو مودود المدنی حدثنا عثمان بن الضحاک عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال : ” مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد و صفۃ عیسیٰ ابن مریم یدفن معہ .“ فقال ابو مودود و قد بقی فی البیت موضع قبر قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن غریب ھکذا قال عثمان بن الضحاک بن عثمان المدنی .‘‘

یعنی: ’’توریت میں نبی کریم ﷺ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں یہ لکھا تھا کہ دونوں ایک ہی جگہ مدفون ہوں گے۔‘‘

اس حدیث کے راویوں میں زید بن اخزم الطائی کو نسائی و دارقطنی نے ثقہ کہا ہے، ابن حبان انہیں مستقیم الحدیث کہتے ہیں۔

ابو قتیبہ مسلم بن قتیبہ کے لیے یحییٰ بن معین ’لیس بہ بأس‘ کہتے ہیں۔ابو داؤد و دارقطنی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔

ابو مودود المدنی کی ثقاہت پر امام احمد، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، ابوداؤد، ابن حبان وغیرہم متفق ہیں۔

عثمان بن الضحاک کو ابن حبان نے ثقہ کہا جبکہ ابوداؤد نے تضعیف کی۔

محمد بن یوسف مقبول راوی ہیں اور زمرۂ تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد یوسف صغار صحابی ہیں اور ان کے دادا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ معروف صحابی ہیں اور معلوم ہے کہ 'الصحابة کلهم العدول'.

منکرین نزول مسیحؑ کے چند اعتراضات:

منکرین نزول عیسیٰ کی طرف سے ایک اہم اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نزول ساعتِ موعودہ کا نظریہ درحقیقت عیسائیوں سے آیا ہے، جبکہ انہیں غور فرمانا چاہیئے کہ اناجیل و دیگر کتب سابقہ میں کی متعدد تعلیمات اسلام میں بھی شامل ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی متعدد پیشینگوئیاں توریت وانجیل میں مرقوم ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ظن وتخمین کو اپنی دلیل بنانے کی بجائے علم صریح کی پیروی کریں۔

منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبین ہیں لہٰذا نزول عیسیٰ سے ان کی صفت خاتمیت پر زد آتا ہے۔ لیکن یہ اعتراض بھی غیر دانشمندانہ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہورِ ثانی بحیثیت نبی کے نہیں ہوگا، جبکہ نبی کریم ﷺ کی 'شان خاتمیت' تو اس امر سے واضح ہے کہ: "و الذی نفس محمد بیده لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموه و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل و لو کان حیاً و ادرک نبوتی لا تبعنی" [رواه الدارمی فی کتاب المقدمة]

"و الذی نفس محمد بیده لو اصبح فیکم موسیٰ ثم اتبعتموه و ترکتمونی لضللتم انکم حظی من الامم و انا حضکم من النبین" [مسند احمد فی مسند الکوفیین]

جبکہ عیسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت نبی بھی نہیں ہیں، ان کا دورِ اول 'شریعت موسوی' کی تبلیغ میں گزرا اور اب دورِ ثانی 'تجدید شریعت محمدی' کے لیے وقف ہوگا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں (۱):

> ''بلاشبہ روایات میں نزول مسیح علیہ السلام کی خبر دی گئی ہے اور صحیحین کی روایات اس باب میں معلوم ومشہور ہیں۔ اس سے کسے انکار ہے لیکن اس معاملہ کا تعلق قیامت کے آثار ومقدمات سے ہے نہ کہ تکمیل دین کے معاملہ سے نیز انہی روایات میں تصریحات موجود ہیں کہ حضرت مسیح کا نزول بہ حیثیت رسول کے نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں اس تیرہ سو برس میں مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہی رہا ہے کہ دین ناقص نہیں اور اپنے تکمیل کے لیے کسی نئے ظہور کا محتاج نہیں۔'' [تحریک آزادی: ۲۴۲]

(۱) الرحمان پبلشنگ ٹرسٹ کراچی کی جانب سے 'انتظارِ مہدی و مسیح' سے متعلق جو کتاب طبع ہوئی ہے، اس میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا گیا ہے، اس کے محترم مقدمہ نگار نے مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام میں شمار کیا ہے، مولانا آزاد کے جس مکتوب کا اقتباس انہوں نے نقل فرمایا ہے اس مکتوب سے جو ابہام پیدا ہوتا تھا اس پر مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مولانا آزاد سے استفسار کیا جس کے جواب میں مولانا آزاد کے قلم سے جو تصریحات نکلی ہیں وہ غالباً محترم مقدمہ نگار کی زیر نگاہ نہیں آئیں وگرنہ شاید وہ مولانا آزاد کو منکرین نزول عیسیٰ میں شمار نہ فرماتے۔ والعلم عنداللہ۔

'صحیح بخاری' کی حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیت 'حکماً مقسطاً' ہوگا نہ کہ بحیثیت نبی۔

منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ایک دلچسپ انکشاف یہ بھی ہوتا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام فطرت کے خلاف ہے اور ﴿ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللهِ ﴾ لیکن ان کے بارگاہِ عقل وفکر میں اس عاجز کا عاجزانہ سوال یہ ہے کہ وہ ربِ تعالیٰ کی خلقت اور قدرت کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ جو وہ یوں فیصلے صادر کریں؟ أفلا یتدبرون۔

یہاں یہ ذکر بے محل نہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سری نگر میں ہوئی تھی اور وہیں ان کی قبر بھی موجود ہے۔ اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں اس نے ایک کتاب موسوم بہ 'مسیح ہندوستان میں' لکھی، یہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری، اس نے یہ دعویٰ اپنی متعدد تحریروں میں کیا ہے۔ چنانچہ 'کشتی نوح' میں لکھتا ہے:

> ''مسیح فوت ہو چکا اور سری نگر محلّہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔'' [ص ۱۰۳]

اور اس قبر کی تائید میں اس نے ایک یہودی عالم کی تائید نقل کی ہے اور 'شہد شاہد من بنی اسرائیل - ایک اسرائیلی عالمِ توریت کی شہادت دربارۂ قبر مسیح' کے

عنوان کے تحت وہ تائیدی عبارت حسب ذیل ہے:

''میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے قبر بنی اسرائیل کی قبروں میں سے، اور وہ ہے بنی اسرائیل کے اکابر کی قبروں میں سے اور میں نے دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی میں نے یہ شہادت ماہ انگریزی جون ۱۲، ۱۸۹۹ء۔ سلمان یوسف یسحاق تاجر۔'' [ص ۱۰۳]

قارئین گرامی غور فرمائیں دعویٰ سیدنا مسیح علیہ السلام کی قبر کا ہے اور دلیل بنی اسرائیل کے اکابر کی ایک قبر سے دی جا رہی ہے۔ مرزا صاحب کے اس دعویٰ کی تردید میں مولانا عبدالحلیم شرؔر اور مولانا محمد ابراہیم میرؔ سیالکوٹی نے قلمی کاوش کی ہے، جس سے مرزا صاحب کا ابطال ہو جاتا ہے۔

ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت کو چھوڑ کر کشمیر کی وادیوں میں چلے جانا خود ان کے منصبِ نبوت کے بھی خلاف ہے، بقول خود: 'میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔' [متی ۱۵:۲۴]

و قال الله تعالیٰ فی القرآن: ﴿ وَ رَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴾ [آل عمران: ۴۹]

اب ذرا مرزا صاحب کی دریافت کردہ قبر کی حقیقت بھی سنتے چلیے۔ جناب بشیر احمد صاحب اپنی کتاب 'بہائیت اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم' میں لکھتے ہیں:

''کشمیر کا مولوی عبداللہ وکیل جس کا ذکر مرزا صاحب کی کتاب رازِ حقیقت میں موجود ہے اور جس نے کشمیر میں قبر مسیح کے مفروضے کو تقویت دینے کے لیے شواہد اکٹھے کیے بہائی مبلغ بن گیا۔ مرزا قادیانی نے جب دعویٰ کیا کہ اس کو خدا نے وحی کی ہے کہ خانیار سری نگر میں حضرت عیسیٰ کی قبر موجود ہے تو اس کے جواب میں عبداللہ وکیل نے ایک کتابچہ شائع کرایا جس میں کہا گیا تھا کہ یہ صریح جھوٹ ہے اس جعلی نظریے کا خالق ہی وہ اور خلیفہ نور دین جمونی تھے۔''

[بہائیت اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم: ۲۲۴، مطبوعہ اسلامک اسٹڈی فورم راولپنڈی]

نتیجہ دلائل:

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول سے متعلقہ دلائل سے عیاں ہوتا ہے کہ ان کا نزول بہ ساعتِ موعودہ حق ہے اور اس کا انکار محض وادی جہل وضلالت میں سرگرداں ہونے کے مترادف ہے۔ انسانی ایمان کی خوبی یہ نہیں ہے کہ جو امور اس کی مزعومہ فکر وفہم کے مطابق ہوا سے قبول کر لے اور جو امور اس کے نزدیک خلاف فطرت وامر مستبعد ہو اس کا انکار کر دے۔ بلکہ کمال ایمان تو یہ ہے کہ ہر وہ امر جو 'نصوص صریحہ' سے ثابت ہو اسے تسلیم کر لے، خواہ اس کی عقل تائید کرے یا نہ کرے کیونکہ ایمان تسلیم وتصدیق کا نام ہے آزمائش و پیمائش کا نہیں۔

ایک ذاتی تاثر:

قرآن پاک کی تفسیر وتفہیم محض زورِ علمی سے ممکن نہیں، اس کے لیے کسی صاحبِ ذوق کا ہونا بہت ضروری ہے جس کا دل رب تعالیٰ کی خشیت سے لرزاں وترساں ہو اور جس کی زندگی تقویٰ شعاری سے مزین ہو، گناہگار قلوب اس کے قطعاً مستحق نہیں ہوسکتے کہ وہ کلام الٰہی کی تفسیر میں اپنے زورِ فکر وفہم کو لگائیں۔ مجھے اپنے عجز کا مکمل اعتراف ہے، میری حیثیت تو اس قدر بھی نہیں کہ صاحبان زہد وتقویٰ کا خدمت گزار ہی بن سکوں۔ بایں ہمہ اس اعتراف ذاتی کے بعد ﴿ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ﴾ سے متعلق اپنے ایک ذاتی تاثر کو نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں رہائش دی پھر انہیں دنیا میں اتارا اس طرح انہوں 'توفی بالموت' سے قبل دو عالم دیکھے۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ کا ہے ان کی ولادت دنیا میں ہوئی پھر ان کا رفع الی السماء ہوا اب ان کا دوبارہ نزول ہوگا تاکہ ﴿ کل نفس ذائقۃ الموت ﴾ کا الٰہی حکم ان پر وارد ہو۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی 'توفی بالموت' سے قبل دو عالم ملاحظہ فرمائے۔ یہ بھی کیا دلچسپ اتفاق ہے کہ سیدنا آدم آغازِ تخلیق دنیا کا سرعنوان ہیں اور سیدنا مسیح علیہ السلام 'خاتمہ تخلیق دنیا' کی ایک علامت۔

ھذا ماعندی والعلم عند اللہ.